دینی تربیت اور انسدادِ جرائم

امیر عبداللہ عبدالمحسن الترکی ترجمہ نصیر احمد ملی

دینی تربیت کا انسانی کردار کی تشکیل پر بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ تربیت کے ذریعہ انسان کے دل میں یہ حقیقت جاگزیں ہو جاتی ہے کہ وہ دنیاوی سزا سے بچ گیا تب بھی آخرت کے عذاب سے بچ نہیں سکے گا، اس لئے کہ وہاں نہ کوئی دلیل کارگر ہوگی نہ کوئی اپیل چل سکے گی، نہ یہاں کی طرح کوئی کھلم کھلا ثبوت کارآمد ہوگا، نہ یہاں جیسی گواہیوں کا گزر ہوگا، بس قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے سزا ہوگی، کیونکہ کسی شک وشبہ کے بغیر آخرت میں انسان کو عذاب ہونا نہایت برحق ہے اور جب یہ یقین دل میں راسخ ہو جاتا ہے تو یہیں سے خبردار کرنے والے اس دینی جذبہ کو تحریک ملتی ہے جس کے سبب کسی ایسے جرم کے ارتکاب کا تصور بھی نہیں کر سکتا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل کی لگاتار نگرانی کر رہا ہے، وہ اپنے غلط کاموں کو لوگوں کی نگاہوں سے تو چھپا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے تو ہرگز نہیں چھپا سکتا، کیونکہ وہ ڈھکی اور کھلی ہر چیز کو جانتا ہے۔ نگاہوں کی چوری اور سینے کے اندر چھپی ہوئی بدنیتی سب ہی اس کے علم میں ہے۔

اس قسم کی تربیت جرائم سے حفاظت کے لئے ایک نفسیاتی ڈھال ہوتی ہے کیونکہ اس سے اللہ کی نگرانی کا احساس تیز ہوتا ہے اور اللہ کا خوف لوگوں کے خوف سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتا ہے دینی تربیت کے حصول سے ایک مسلمان کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ قضاء وقدر کے الٰہی نظام سے وہ راضی برضا رہتا ہے اور پھر ہر آنے والی افتاد کا، سکون اور وقار کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے، اگرچہ قضاء الٰہی اور تقدیر الٰہی اس کی خواہش اور تمنا کے عین مطابق نہیں ہوتی اور پھر اس طرح اس کے دل سے شرانگیز اسباب جیسے کینہ، کپٹ، بغض وحسد اور عداوت اور دشمنی وغیرہ سب نکل جاتی ہے۔

اور جب خبردار کرنے والا دینی جذبہ ابھرتا ہے تو محبت میں زور پیدا ہوتا ہے کینہ کپٹ ختم ہو جاتا ہے، جس سے کہ جرائم کو بڑھاوا ملتا ہے اور حسد کا جذبہ سرد پڑتا ہے اور آدمی کسی شخص کو دیکھ کر نہیں کڑھتا جس پر اللہ تعالیٰ نے فضل کر رکھا ہے کیونکہ وہ جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی روزی کا دینے والا زبردست قوت والا ہے۔ اور صبر کرنے والوں کو ان کے صبر کا بے پناہ اجر ملے گا۔ اس تصور کے اندر روح کی تسکین اور دل کے بہلاوے کا وہ سامان ہوتا ہے جس سے نفس کے اندر موجود سرکشی اور حدود

☆ بیع تولیہ: وہ بیع جو صرف ثمن اول کے ساتھ ہو ☆

سے تجاوز کے جراثیم آپ سے آپ موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔

یہی وہ تربیت ہے جو نفس کو جرم کے اعتراف پر آمادہ اور تیار کرتی ہے۔ اور خواہ جرم کتنا ہی ہلکا اور چھپا ہوا کیوں نہ ہو، دل اندر سے آپ سے آپ فوری سزا کا طلبگار ہوتا ہے اور چونکہ آخرت کے عذاب کا زبردست کھٹکا لگا ہوتا ہے، اس لئے اس دنیا میں آدمی زیادتی سرزد ہونے پر از خود نادم اور شرمندہ ہوتا ہے، آخر کوئی تو بات تھی جس کی وجہ سے ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ اور غامدیہ رضی اللہ عنہا ☆ نے دربارِ

☆{ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ: شرح مسلم للامام النووی جلد ۱۱۔ صفحہ ۱۹۳۔ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۸، میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور آواز دے کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے زنا کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، وہ شخص اسی طرف کو مڑ گیا، جس طرف روئے مبارک تھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُدھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ یہاں تک کہ چار مرتبہ اس نے دُہرا دُہرا کر عرض کیا۔ جب وہ چار مرتبہ شہادت دے چکا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا: کیا تجھے جنون ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، بالآخر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو لے جا کر سنگسار کر دو۔ (بخاری و مسلم)۔}

× غامدیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ: شرح مسلم للامام النووی رحمہ اللہ جلد ۱۱۔ صفحہ ۲۰۴۔ میں سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں: قبیلہ جہینہ کی ایک عورت کو زنا کا حمل تھا، اس نے خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے قابل حد جرم سرزد ہو گیا ہے، مجھے مقررہ سزا دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ولی کو بلا کر فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک رکھنا، جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو میرے پاس لے آنا، اس شخص نے حکم کی تعمیل کی، پھر جب وہ لائی گئی تو آپ ﷺ کے حکم کے بموجب اس کے کپڑے میں دور دور ٹانکے لگا دیئے گئے، پھر آپ ﷺ نے حکم فرمایا اور اس کو سنگسار کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! اس نے تو زنا کیا تھا، آپ ﷺ اس کی نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا: اس نے تو ایسی توبہ کی ہے، اگر مدینہ والوں میں سے ستر آدمیوں کو وہ تقسیم کر دی جائے تو سب کی مغفرت کے واسطے کافی ہو جائے۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی توبہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنی جان دی ہو؟ (مسلم)

☆بیع تولیہ: وہ بیع جو صرف ثمن اول کے ساتھ ہو ☆

نبوت میں اپنے آپ حاضر ہو کر اپنے جرم کا اعتراف کیا، اور اپنے گناہوں کے داغ سے پاک کئے جانے کا مطالبہ پیش کیا، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی نگرانی کے احساس کا نتیجہ تھا، اور اگر دل میں دین کی طرف سے خبردار کرنے والا وہ جذبہ نہ ہوتا تو اس قسم کا اعتراف بھی کبھی نہ پایا جاتا۔

عسیف ☆ کے واقعہ میں خود باپ نے بیٹے سے زنا سرزد ہونے پر سزا کے ذریعہ اس کی پاکی کا مطالبہ کیا تھا، کیونکہ اس باپ کو رب العالمین کی غالبیت اور اس کی بادشاہی کا بخوبی احساس تھا اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس دنیا کی سزا آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہلکی اور معمولی ہے۔ پھر دینی تربیت کا ایک فائدہ اور ہوتا ہے، وہ یہ کہ جس شخص کے اندر دینداری کا معمولی جذبہ بھی ہوتا ہے، اس کو سزا کے نفاذ اور اس کے اجراء کے وقت شرمندگی ہوتی ہے کیونکہ اسے احساس ہوتا ہے کہ ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' کے مصداق اس گناہ کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ نے اس کو سزا دی ہے۔ اور جب ندامت اور شرمندگی کا یہ احساس بڑھتا ہے تو توبہ کی گھڑی قریب آجاتی ہے، کیونکہ شرمندگی توبہ کا پہلا

☆عسیف (مزدور) کا واقعہ: شرح مسلم للامام النووی جلد ۱۱۔ صفحہ ۲۰۶۔ اور فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۵۱ صفحہ ۱۷۴ میں سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو قسم دے کر عرض کرتا ہوں کہ آپ کتاب اللہ کے موافق میرا فیصلہ فرما دیں، اس شخص کا مقابل جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا، بولا: ہاں حضور ﷺ کتاب اللہ کے موافق ہی ہمارا باہمی فیصلہ کر دیجئے، اور مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو! اس شخص نے عرض کیا: میرا بیٹا اس کے پاس مزدور تھا، اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا، مجھ سے کہا گیا کہ تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا، میں نے سو بکریاں اور ایک باندی اپنے بیٹے کے عوض اس کو دیدیں، اور علماء سے مسئلہ پوچھا، انہوں نے مجھے بتایا کہ تیرے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے، اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے گا۔ اور اس شخص کی بیوی کو سنگسار کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس رب کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تم دونوں کا فیصلہ کتاب اللہ کے موافق کروں گا، باندی اور بکریاں تو تم واپس لے لو! تمہارے بیٹے کے واسطے سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطن ہونا لازمی ہے۔ اور انیس! تم صبح کو اس شخص کی بیوی کے پاس جانا، اگر وہ اقرار کرلے تو اس کو سنگسار کر دینا، حسب الحکم سیدنا انیس صبح کو اس عورت کے پاس گئے، اس نے اقرار کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ اس کو سنگسار کر دیا گیا (بخاری ومسلم)

☆بیع مساومہ: خرید کردہ قیمت کا اعتبار کیے بغیر کسی شے کو فروخت کرنا☆

زینہ ہے۔

انسانی قوانین کے نفاذ کے وقت اس امر کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ کوئی مجرم جب ایک بار سزا سے چھوٹ گیا تو اس کی جسارت بڑھ جاتی ہے، پھر خواہ اس کو لمبی یا مختصر جیل ہو جائے، اس کے اندر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ابتدا سے کوئی دینی اخلاق اسے روکنے والا نہیں ہوتا، نہ ہی اس کا ضمیر اس کو مہذب بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس قوانین پر دین کی چھاپ جتنی دھندلی ہوگی اور دلوں سے ایمان کا فاصلہ جتنا زیادہ ہوگا۔ وہاں جرائم کی رفتار اتنی تیز ہوگی۔

شریعت کا کامل نفاذ عہد نبوی، عہد خلفاء راشدین اور انصاف پسند حاکموں کے زمانے میں ہوتا رہا ہے اور تجربہ اور مشاہدہ ہمارے سامنے ایک ایسی روشن معاشرتی تصویر پیش کرتا ہے جس کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر آسمانی شریعت کے نفاذ کے سبب مرتب ہونے والے بہتر اثرات اور ان کی قرار واقعی مقدار کا بخابی اندازہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ہم کسی ایسے سماج کے درمیان جو آسمانی شریعت کا نفاذ اور اپنے علاقوں میں بڑی حد تک امن کا قیام عمل میں لاتے ہیں، اور یورپ کے کسی ایسے خطے کے درمیان موازنہ کرتے ہیں جہاں انسانوں کا جنگل آباد ہے جو ٹکڑیوں اور گروہوں میں بٹے ہوتے ہیں، اور جو کسی قانون کے تحت اس لئے خود کو محفوظ نہیں پاتے کہ یہ ان کا خود ساختہ قانون ہے تو اس سرسری جائزے کے ذریعہ ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ انسانی دل و دماغ اور اس کے کردار میں ایمانی قوت کا کتنا اثر ہوتا ہے۔ تہذیب وتمدن میں ترقی کے ساتھ ساتھ جرائم کی رفتار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ جتنی آبادی بڑھتی ہے، نت نئے جرائم کی بھرمار ہوتی ہے لیکن اس کے برخلاف جس سماج اور معاشرے میں شریعت الٰہیہ کا نفاذ عمل میں آتا ہے، وہاں اگر آبادی بڑھتی ہے تو اسی رفتار سے ایمان میں توانائی اور تازگی آتی ہے اور یقین میں جلا پیدا ہوتی ہے، دل آراستہ پیراستہ ہوتے ہیں اور جرائم میں بے حد کمی آتی جاتی ہے۔

یہ اسلام کی شان ہے کہ وہ توبہ کی دعوت دیتا ہے اور گنہگاروں کو اس کے لئے آمادہ کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ السَّارِقَ اِنْ تَابَ سَبَقَتْهُ يَدُهُ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنْ لَّمْ يَتُبْ سَبَقَتْهُ اِلَى النَّارِ

چور اگر توبہ کر لے تو اس کے ہاتھ اس کو جنت کی طرف لے جاتے ہیں اور اگر اس نے توبہ نہ کی تو وہی ہاتھ اس کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔

☆**بیع باطل**: جو بیع نہ اصل کے اعتبار سے جائز ہو اور نہ ہی وصف کے اعتبار سے☆

اسی طرح پیغمبرعلی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے مجرم کو عار نہ دلانے کی تلقین کی ہے تا کہ وہ لوگوں سے دور نہ ہو جائے، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک شخص کسی سزا یافتہ آدمی کو عار دلاتے ہوئے کہہ رہا ہے: (اَخزَاکَ اللہُ) تجھے اللہ تعالیٰ رُسوا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَاتُعِیْنُوْا عَلَیْہِ الشَّیْطَانَ ۔ اس کے خلاف شیطان کے معاون نہ بنو۔☆ ابوداؤد ☆

(☆ فلسفہ العقوبۃ فی الفقہ الاسلامی، ابوزہرہ صفحہ ۲۱، ۲۶ قدرے تصرف کے ساتھ ☆ عون المعبود شرح سنن ابوداؤد جلد ۱۲، صفحہ ۱۷۶)

جس طرح دینی تربیت اور دین کی امتناعی قوت بڑے بڑے جرائم کے ارتکاب سے بخوبی روکتی ہے، اسی طرح یہ دونوں چیزیں جرم رشوت کا بھی نہایت بہتر طریقہ سے سد باب کرتی ہیں کیونکہ یہ تربیت اور امتناعی قوت اس قدر پر اثر ہے کہ جرم سرزد ہو جانے کے بعد بھی مجرم اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ اس لئے کسی شک کے بغیر عرض ہے کہ ان کی حیثیت زبردست رکاوٹ کی سی ہے، جس کے ہوتے ہوئے کسی صورت یہ ممکن نہیں کہ مومن اس جرم کا ارتکاب کرے، کیونکہ اس کا دل برابر اسے یاد دلاتا ہے کہ پوشیدہ یا اعلانیہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ اس کی نگرانی کرتا ہے۔

فرد اور جماعت کے حقوق کی بحالی اور ضائع ہونے سے ان کی حفاظت

اسلام نے اپنی دستور سازی کی زبردست اسپرٹ اور مناسب ہدایات کے ذریعہ فرد اور جماعت کے حقوق کو بحال رکھا، اور انہیں برباد ہونے سے بچایا ہے۔ چنانچہ اس نے ناجائز کمائی کو حرام قرار دیا، مسلمانوں کے اموال کو ان کی جان اور عزت وآبرو کی طرح لائق احترام ٹھہرایا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ (بخاری و احمد)

تمہارے خون (جان) اور تمہارے اموال تم پر حرام ہیں۔

چوری کو ایمانی تقاضے کے منافی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

لَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ (بخاری و مسلم)

جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔

☆ احتکار: لوگوں کی ضرورت کے وقت گرانی کی نیت سے غلہ کو روکنا احتکار کہلاتا ہے ☆

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللهِ وَاللهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (المائدہ:۳۸)

اور (دیکھو) جو مرد چوری کرے، اور اور جو عورت چوری کرے تو دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو، یہ ان کے عمل کی سزا اور اللہ کی طرف سے عبرت ہے اور اللہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَاْخُذَ عَصَا اَخِيْهِ بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسِهِ مِنْهُ (ابن حیان)

کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی لاٹھی اس کی مرضی کے بغیر لے لے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْآ اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (نساء : ۲۹)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ کھایا کرو۔

رشوت کو حرام قرار دیتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَعَنَ اللهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ وَالرَّائِشَ (احمد،طبرانی)

رشوت لینے والے، رشوت دینے والا اور رشوت کی دلالی کرنے والے پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔

اسی طرح جو تحفے عوام حکام کے سامنے پیش کرتے ہیں، آپ نے ان کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

اور جس طرح ایک شخص کی ملکیت دوسرے کے لیے حرمت اور اکرام کا درجہ رکھتی ہے، جس کی وجہ سے پوشیدہ یا اعلانیہ اس پر دست درازی کرنا حرام اور ممنوع ہے، اسی طرح خود مال والے کے لیے بھی یہ حرمت وارد ہے کہ وہ اسے بیجا خرچ یا برباد نہ کرے، نہ ہی ادھر ادھر اڑاتا پھرے کیونکہ افراد کے اموال اور ان کی دولت میں قوم کا حق ہے، اور ان کے اسی استحقاق کی بدولت اسلام نے قوم کو حق دیا ہے کہ وہ نادان فضول خرچ لڑکوں کا مال بھی ہرگز ہرگز ان کے حوالے نہ کریں۔ چنانچہ قرآن کریم دوٹوک انداز میں کہتا ہے:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوْفًا (نساء:۵)

اور کم عقلوں کو اپنا وہ مال حوالہ نہ کرو جس کو اللہ نے تمہارے لیے (معیشت کا) سہارا بنایا ہے اور ہاں

☆ اجارہ: کسی چیز کے معین معلوم منافع کو معین معلوم قیمت پر فروخت کرنا اجارہ ہے ☆

اس میں سے ان کو کھلاؤ، اور پہناؤ اور نرمی سے ان سے گفتگو کرو۔

اور منجملہ اور اسراف کے جس کو اسلام نے حرام قرار دیا اسی کی ایک قسم ان چیزوں میں مال کو بجا اڑانا ہے۔ جن کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے۔ جیسے شراب، نشہ آور چیزیں، سونے چاندی کے برتن، اور لغو اور بیہودہ کاموں میں پانی کی طرح روپیہ بہانا وغیرہ۔ (اسلام میں حلال وحرام صفحہ ۳۲۰،۳۲۴۔ اختصار۔ مولفہ: یوسف القرضاوی)۔

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب کی درج ذیل کتب و رسائل

ہمارے ہاں دستیاب ہیں

۱. تاریخ نفاذ حدود
۲. کاغذی کرنسی کی شرعی حیثیت
۳. کریڈٹ کارڈ (تاریخ، تعارف، شرعی حیثیت)
۴. کلوننگ (خدشات، شرعی نقطہ نظر)
۵. امام وخطیب کی شرعی ومعاشرتی حیثیت
☆ جدید فقہی مسائل
۶. مختصر نصاب سیرت
۷. مختصر نصاب فقہ
۸ مختصر نصاب قرآن
۹۔ مختصر نصاب حدیث
۱۰. انڈیکس شرح صحیح مسلم
۱۱. روزہ رکھیئے مگر !
۱۲۔ قربانی کیسے کریں
۱۳۔ آسان ومختصر دعائیں
۱۴۔ لوگ کیا کہیں گے؟
۱۵۔ کڑوی روٹی
۱۶۔ منتخب مباحث علوم القرآن
۱۷ اپندرھویں صدی کا مجدد کون؟
۱۸۔ شیئرز کے کاروبار کی شرعی حیثیت
۱۹۔ رطب ویابس (مجموعہ مضامین)
۲۰۔ بینکوں کے ذریعہ زکوۃ کی کٹوتی کی شرعی حیثیت
۲۱ مفتی کون؟ فتوی کس سے لیں؟
۲۲۔ اسلامی بنکاری اور سودی بنکاری میں فرق۔

فرید بکسٹال اردو بازار لاہور